تصریحات

ع

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

سیاست مختلف قواعد و ضوابط پر مبنی وہ حکمت علمی ہے جس سے کاروبار حکومت چلتا ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات اور فارمولۂ زندگی ہے کہ جس میں زندگی سے متعلقہ ہر سوال کا جواب موجود ہے خواہ وہ سوال دین و مذہب سے متعلق ہو یا سیاست و حکومت سے۔ اسلام پہلے دن سے ہی انسانیت عامہ کے لیے امن و سکون کا جویا رہا ہے، ہر شعبے میں اسلام کی راہنمائی موجود ہونے کی علت ہی یہی ہے کہ زندگی کے کسی شعبہ میں بھی کوئی ایسا وضعی قانون نہ ہو جس سے انسانیت کی امن و سلامتی کو خدشہ لاحق ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے سیاست کو بھی شتر بے مہار نہیں چھوڑا۔ تاکہ یہ ایسے قوانین کا مجموعہ بن کر نہ رہ جائے جو بنی نوع انسان کے لیے سکون و اطمینان فراہم کرنے کی بجائے مصیبت کا باعث بن جائے۔

دین کو سیاست سے الگ کرنے کا انجام بڑا ہی بھیانک ہے کیونکہ اس صورت میں سیاست ڈپلومیسی کے نام سے اپنی بقاء و استحکام کے لیے ہر قسم کا حربہ استعمال کرے گی خواہ اس کا اخلاق سے کوئی واسطہ نہ ہو، اخلاقی اقدار اور مذہبی تعلیم کو وہ اپنے لیے چیلنج (WAR N i NG) سمجھے گی اور قوم، رنگ، نسل اور وطن کے امتیازات کو فروغ دے گی تاکہ افراد معاشرہ اس طاغوتی طوق میں گرفتار رہیں اور اسے بقاء دوام اور مزید استحکام حاصل ہو۔ مگر اسلام نے جہاں اقتدار اعلیٰ کو فقط اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹایا ہے۔ وہاں سیاست میں اخلاقی اقدار کو بھی نافذ کیا ہے۔ رشوت، چور بازاری، جھوٹ، مکر و فریب اور چالبازی کو حرام قرار دیا ہے، معاشرے سے ان برائیوں کے استیصال کے لیے مکمل ہدایات دی ہیں۔ اور سیاست کو گندگی اور آلودگیوں سے پاک کیا ہے۔ چنانچہ پاکیزہ سیاست فقط اسلام ہی کی خصوصیت ہے۔

عیسائیت کی تعلیم یہ ہے کہ قیصر کا حق قیصر کو اور خدا کا حق خدا کو دو چنانچہ عقیدۂ عیسائیت کے مطابق دین و دنیا کے لیے الگ الگ پیشوا ہونے چاہئیں اور یہی حال یہودیت کا ہے۔ مارٹن لوتھر اور کیلون نے اس میدان

بھی بہت کام کیا ــــ مگر تاریخ شاہد ہے کہ ایسا کرنے سے عیسائی معاشرے میں بہت سی خرابیوں نے جنم لے لیا تھا، ہر شخص دنیوی اور سیاسی حالات میں چالبازی، رشوت اور مکر و فریب کو اپنانے میں کسی دریغ سے کام نہ لیتا، افراد حکومت خوف خداوندی اور للٰہیت سے عاری ہو گئے اور مطلق العنانی کی کیفیت پیدا ہو گئی ــــ ذہنی سکون عنقا ہو گیا اور معاشرہ اضطراب و قلق کا شکار ہو گیا۔

جب بھی دین و سیاست میں جدائی ہوتی ہے تو نتیجۃً دو گروہ وجود میں آتے ہیں :

۱۔ ایک گروہ ان لوگوں کا جو اصحاب تقویٰ اور اہل علم تو ہوتے ہیں مگر جرب اور جاہ و مال سے عاری ہوتے ہیں۔

۲۔ اور دوسرا وہ جو اصحاب جاہ و جلال اور اہل دولت و سطوت تو ہوتے ہیں مگر اقامت دین کے نصب العین سے نابلد اور ناآشنا ہوتے ہیں ــــ جب کہ ہونا یہ چاہیے کہ سیاسی میدان میں اتر کر اقامت دین کو اپنا نصب العین قرار دیا جائے اور اس کے لیے جد و جہد کی جائے۔

سیاست کو دین سے اور دین کو سیاست سے اس لیے بھی جدا نہیں کیا جا سکتا کہ سیاست احکام الٰہی کی تنفیذ کا ایک ذریعہ ہے۔ دین و سیاست میں اگر جدائی تسلیم کر لی جائے تو لازماً عوام سیاست میں اخلاقی اقدار اور دینی مساوات سے محروم ہو جائیں گے اور وہ اقتدار کے حصول کے لیے طبقات میں منقسم ہو جائیں گے، دینی و اخلاقی اقدار ختم ہو جائیں گی اور مکاری، چالبازی اور فریب و دغا میں مہارت و حذاقت سیاست کہلائے گی۔

دین نام ہے اخلاق کا، تہذیب و اصلاح معاشرت کا، خوف الٰہی اور للٰہیت کا، امانت و دیانت کا، شرافت و صداقت اور عدل و مساوات کا ــــ دین نہیں تو عدل و انصاف نہیں، مساوات نہیں، امانت و دیانت نہیں، شرافت و صداقت اور خوف و للٰہیت نہیں ــــ یہ سب کچھ نہ رہے تو سیاست نام رہ جاتا ہے مکر و فریب کا، ظلم و تشدد، لوٹ مار اور چالبازیوں کا، ڈکٹیٹر شپ اور مطلق العنانی کا ــــ مگر دین عوام و خواص، افراد حکومت اور دوسرے افراد معاشرہ کو ایک ہی رشتے میں منسلک کر دیتا ہے اور ان کا سر اللہ رب العزت کے سامنے خم کر دیتا ہے۔ چنانچہ اس میں غریب و امیر، چھوٹا بڑا، سرمایہ دار و مزدور اور عوام و خواص سب اللہ کے قانون کے آگے برابر ہیں۔ عدل و مساوات اس کا درس ہے۔ اونچ نیچ کا خاتمہ اس کا نصب العین ہے، وحدت و مساوات انسانی اس کا پیغام ہے ــــ اور ظلم و ستم کا استیصال اس کی تعلیم ہے۔ چنانچہ سیاست و مذہب کو اکٹھا کر کے ہی نسل انسانی کو مجتمع کیا جا سکتا اور اس کی خیر خواہی کی جا سکتی ہے۔

جہاں بھی لوگ اکٹھے ہوں، اجتماع ہو وہاں معاشرہ جنم لیتا ہے اور جہاں معاشرہ ہو وہاں لازماً ایسے قوانین و قواعد کی ضرورت ہوتی ہے جن کے تابع ہو کر افراد معاشرہ عدل و انصاف اور امن و سکون کی زندگی

بسر کر سکیں، اسلام نے معاشرے کے اندر رئیس وسائیس کا ہونا ضروری قرار دیا ہے حدیث نبوی ہے کہ جب تم سفر میں جاؤ تو اپنے میں سے ایک کو امیر منتخب کر لیا کرو تو جب چھوٹی جماعتوں میں رئیس وقائد کا ہونا ضروری ہے تو بڑی جماعتوں میں امارت وقیادت کا ہونا بدرجۂ اولیٰ لازمی ہے جو سیاست کے بغیر ممکن نہیں اور نہ ہی اس کے بغیر معاشرے کے مسائل کا حل تلاش کیا جا سکتا ہے۔ پھر امن وسکون کے بغیر حکومت کا کوئی فائدہ نہیں اور دین کے بغیر امن وسکون کا امکان نہیں چنانچہ معاشرہ، امن وسکون، حکومت اور دین کا تعلق اس قدر گہرا ہے کہ ایک دوسرے کے بغیر ان کا تصور ہی ممکن نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"الذین ان مکنّٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰة واٰتوا الزکوٰة وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر"

"کہ اگر ہم ان (مسلمانوں اور مومن بندوں) کو زمین میں جگہ دیں تو وہ (اقامتِ دین کی جانب توجہ دیتے ہیں اور اس کے لیے) نماز کی اقامت کا اہتمام کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے، نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں!"

اس آیت کریمہ میں پہلے حکومت وسیاست اور پھر اقامتِ دین کا ذکر کیا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اقامتِ دین اور سیاست لازم وملزوم امور ہیں۔

مفکرینِ اسلام میں سے امام ابن تیمیہ، امام غزالی، ماوردی، نظام الملک طوسی، ابن خلدون، جمال الدین افغانی اور علامہ اقبال تمام کا نظریہ یہی ہے کہ دین وسیاست کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ دین وسیاست کا آپس میں اتنا گہرا تعلق ہے کہ ایک دوسرے کے بغیر ان کا تصور ہی محال ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

"ان کان الدین مجردا من الدولة فتفسد احوال الناس"

"یعنی جب دین کو سیاست وحکومت سے جدا کر دیا جائے تو لوگوں کے معاشرتی حالات کا بگڑ جانا ایک لازمی امر ہے"

امام غزالی لکھتے ہیں کہ :

"لا بد من الامام المطاع لاقامة حدود الله ودینه"

"کہ نظامِ دین ایک ایسے امام کے ذریعے سے حاصل ہو سکتا ہے جس کی لوگ اطاعت کرتے ہوں"

"ان کے نزدیک دین مقصود بالذات ہے اور سیاست وحکومت حصولِ دین کا ذریعہ ہے اور بغیر

حکومت کے اخروی سعادت کا تصور ہی محال ہے۔"

نظام الملک طوسی کا قول ہے کہ نظم و نسق اور فلاح و بہبودِ مخلوق کے لیے دین و سیاست دونوں کا ہونا ایک ضروری چیز ہے اور اگر سیاست و دین جدا ہو جائیں تو ملک کے حالات بگڑ جاتے ہیں۔ طاقت ور آدمی سیاہ و سفید کا مالک بن جاتا ہے اور من مانی طریقے سے حکمرانی کرنے لگتا ہے، خون ریزی اور لوٹ مار بڑے پیمانے پر شروع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ دینی شعائر اور اخلاقی اقدار کو نافذ کرنے کے لیے حکومت و سلطنت کا ہونا بہت ضروری ہے۔

امام ابن خلدون کا نظریہ ہے کہ سیاست و خلافت بھی دین کی طرح مقصود بالذات ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ عہدِ صحابہ اور قرونِ اولیٰ سے بڑھ کر شرعی امور کی پابندی اور کسی زمانہ میں نہیں ہو سکتی۔ اس کے باوجود خلافت قائم کرنے سے تغافل و تساہل نہیں برتا گیا۔

علامہ ماوردی کا کہنا ہے:

"لابد من الامامة لسياسة الامور و تنفيذ العدل فى المجتمع فانها ثابتة شرعا و عقلا"

کہ "معاشرے میں عدل و انصاف کا بول بالا کرنے کے لیے امامت و سیاست کا ہونا شرعاً و عقلاً بہت ضروری ہے۔"

جمال الدین افغانی لکھتے ہیں کہ حکومت و سیاست حفاظتِ دین کا ایک ذریعہ ہے۔ دین تہذیبِ اخلاق اور حصولِ فضائل کا نام ہے اور یہ کام بغیر حکومت کے ممکن نہیں ہے۔ اگر سیاست مذہب میں شامل نہ ہو تو ہم بہت سے فرائض کو ادا کرنے سے قاصر رہیں گے۔

علامہ اقبال سیاست اور مذہب میں ناقابلِ شکست رشتہ بتلاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ سیاست کی جڑ انسان کی روحانی زندگی میں ہوتی ہے۔ نیز یہ کہ انسانی روح کی جلا سیاست کے بغیر ممکن نہیں۔

جب یورپ میں دین و سیاست میں علیحدگی ہو گئی اور وہاں کے حالات غیر متوازن ہوئے تو علامہ اقبال نے فرمایا ؎

سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا　　چلی کچھ نہ پیرِ کلیسا کی پیری
ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی　　ہوس کی امیری ہوس کی وزیری

علامہ اقبال کے نزدیک سیاست کو دین سے جدا کرنا تن کو جان سے جدا کرنے کے مترادف ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں ؎

اسی میں حفاظت ہے انسانیت کی　　کہ ہوں ایک جنیدی و اردشیری

پس دین وسیاست لازم وملزوم امور ہیں اور اگر ان میں علیحدگی کر دی جائے تو پھر سیاسی اداروں میں کفر و الحاد اپنے قدم مضبوط کرے گا۔ اس طرح وہ فسق و فجور کے مرکز بن جائیں گے اور ملحدین، کمیونسٹ سیکولرازم کے علمبردار اور مفاد پرست گٹھ جوڑ کرکے لادینی نظام کو ارضِ الٰہی پر مسلط کرنے کی سرتوڑ کوشش کریں گے اور پھر جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے تو چونکہ قوت وسلطنت ان کے پاس ہوگی اس لیے دینی راہنما ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ دینی روایات ختم ہو جائیں گی، عزتیں لٹیں گی، عصمتیں لوٹیں گے، آبروئیں پامال ہوں گی اور کوئی نہ ہوگا جو بے حیائی، فحاشی وعریانی اور ظلم وستم کے سیلاب کو روک سکے اور لادین سیاستدانوں کے خلاف محاذ آرائی کر سکے ـــــ کوئی نہ ہوگا جو شرافت و دیانت کا علم بلند کر سکے اور یوں قہرِ خداوندی جوش میں آئے گا اور تباہی وبربادی اس معاشرے کا مقدر بن جائے گی۔

غرض کسی معاشرے کی فلاح و بہبود اسی وقت ممکن ہے جب دین اور سیاست ایک ساتھ چلیں، بلکہ سیاست دین کے تابع ہو۔ دین کے بغیر شتر بے مہار نہ ہو۔ اسی میں ہر معاشرے کی فلاح و نجاح ہے اور اسی میں اس کی نجات کا راز مضمر ہے۔ کیا ہمارے علماء کرام اور سیاستدان اس طرف توجہ فرمائیں گے؟

وما علینا الا البلاغ !

(عطاء الرحمٰن ثاقب)

خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تکمیل ممکن نہیں ہو سکے گی۔ اگر آپ کے نام آنے والے رسالے پر "آپ کا چندہ ختم ہے" کی مہر لگی ہوئی ہے تو براہِ کرم فی الفور اپنا زرسالانہ دفتر کے نام روانہ فرما دیں یا وی پی وصول کرنے کے لیے تیار رہیں

شکریہ

مینجر